

۱۵۸۸۱

سَوَاحِجُ

بِرَاجُ الْفُقَهَاءِ

مع فتوہ مبارکہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حائِ قادیسی

مرکزِ محلیسِ رضا ○ لاہور

سوانح سراج الفقہاء

مختصر سوانح سراج الفقہاء ^{یعنی} سراج احمد مکھن بیلوی ثم خانپوری
زبدۃ الاصفیاء حضرت مولانا دامت برکاتہم العالیہ

مع فتویٰ مبارکہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی
قدس سرہ العزیز

در باب صنف رابع ذوی الارحام

مرتبہ

جناب مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ

مرکزی مجلس رضا — لاہور

سخنان چند

مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۹۶۵ء میں قائم ہوئی۔ روزِ قیام سے اب تک اس نے جو خدمات انجام دی ہیں ان کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ دیگر اہم امور کی انجام دہی کے علاوہ کتب ذیل (۱) تجلی مشکوٰۃ (۲) فاضل بریلوی اور ترک موالات (۳) ایڈیشن (۳) اور (۴) اعلیٰ حضرت بریلوی کا فقہی مقام طبع کر کے اہل علم حضرات میں بلا قیمت تقسیم کیں۔ اس سلسلے کا چوتھا رسالہ "سوانح سراج الفقہاء" آپ کے پیش نظر ہے۔ اور متعدد رسائل و کتب منتظرِ اشاعت ہیں۔

پیش نظر رسالہ اگرچہ سراج الفقہاء حضرت علامہ سراج احمد قدس سرہ کی مختصر سوانح ہے لیکن حقیقت میں یہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے کمالات عالیہ کا مظہر ہے اور اس مبارک رسالے کا پہلا حصہ (سوانح سراج الفقہاء) تو بزرگوں کے حالات کے شائقین اور تارخ و تذکرہ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے مگر حصہ آخر (فتویٰ اعلیٰ حضرت) صرف جتید علماء کرام اور مفتیان عظام کے استفادہ و استفادہ کیلئے ہے اور اس خالص علمی رسالے کی اشاعت پر ان ہی حضرات سے ہمیں قدرتی اور دعائے خیر کی توقع ہے۔

اذا کہیں مرکزی مجلس رضا حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری زید مجاہد سابق صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ سری پور (ہزارہ) و حال مدبرِ اشاعت العلوم علیا کے عنوان میں کہ انہوں نے بڑی محنت و کاوش سے سوانح سراج الفقہاء اور فتویٰ مبارکہ اعلیٰ حضرت کو مرتب فرمایا ہے بجز اللہ تعالیٰ احسن الخیراء

(ڈاکٹر اختر حسین لاہور)

۱۴ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ، ۴ مارچ ۱۹۶۲ء

حرف آغاز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامدا و مصلیٰ و مسلما

معل و گہر بیشہ سمندر کی گہرائی اور پردہ تاریکی میں متور ہونے ہیں ان ہم کسی کی رسائی نہ ہو سکے تو یہ الگ بات ہے لیکن اگر کسی خواص کی رسائی نہ کر سکتا ہوں تو اس کے باوجود اسے فخرِ سمندر سے نکالنے میں کوتاہی سے کام لے تو اسے یقیناً کم عقل اور بے مہمتی کا الزام دیا جائے گا

علماء و اصفیاء بالکمال ہوتے ہوئے بھی نام و نمود کی خواہش سے بے نیاز ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم و فضل ایسی دولت اصلی سے نوازا رکھا ہے جس کی شہرت و مقبولیت تو وہ ایک امر عارضی اور غیر ضروری ہے جس کے ہونے نہ ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ لیکن یہ قابلِ غور ہے کہ کیا ایسے ابوابِ عزیمتِ حضرات کے عظیم نشان کار ناموں کو منظرِ عام پر لانا چاہیے۔ ان کی علمی خدمات سے عوام و خواص کو متعارف کرانا چاہیے اور ان کے متعلق بہت کچھ جاننے کے باوجود ان کی سیرت و سوانح محفوظ کرنی چاہیے؟ یا اور اس قسم کے اور بہت سے سوالات ہر حساس شخص کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ یقیناً ہر شخص ان سوالات کا جواب اثبات میں دے گا لیکن بہت کم حضرات یہ سوچنے کی زحمت کو ادا کرتے ہیں کہ اگر اس ذمہ داری کو کون نبھائے گا۔ کیا اغیار سے توقع رکھی جاسکتی ہے یا بعد میں آنے والی نسلیں اس فریضے سے عہدہ برا ہو سکیں گی؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف اور صرف ہماری ذمہ داری ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس ذمہ داری کو محسوس کر کے میدانِ عمل میں قدم رکھیں لَا تَخْذَرُ الْوَدَّ وَ ذَرُ الْاُخْذَلٰی (اکائیز)

موجودہ دور میں فنِ میراث کے امام قدوة الفضلاء سراج الفقہاء مولانا سراج احمد صاحب مکمل پیلوی ثم خان پوری و دست برکاتہم العالیہ وہ گنج گراں مایہ ہیں جنہیں نہ تالیف سے دلچسپی ہے نہ نمائش کی آرزو، کتنے افسوس کی بات ہے کہ قوم نے ان کے علوم و معارف کی مقدبرہ اشاعت نہ کی۔ اور نہ ہی اہل علم میران کی فضیلت علمی کو نمایاں کیا گیا جس کے وہ حقیقت مستحق تھے۔ قوم کی کوتاہی اور نا عاقبت اندیشی کا یہ بین ثبوت ہے، نہ معلوم علوم کے کتنے خزانے اسی طرح زاویہ گمنامی میں

وقت بسر کر کے ہماری ظاہر بین نظروں سے ایسے اوجھل ہوئے کہ آج ان کے نقش حیات کا دھواں
ساتھ ہی ہمارے سامنے نہیں ہے۔

اس تحریر میں حضرت سراج الفقہاء کے تفارف کی اپنی سی کوشش کی گئی ہے۔ ضرورت
ہے کہ حضرت کے فاضل اور صاحب حیثیت تلامذہ اپنے استاد کامل کی خدمت و تکریم کو سعادت
سمجھیں اور ان کے علمی اور دینی کارناموں کی مکمل اشاعت کریں۔ بالخصوص سراج الفتاویٰ
کی اشاعت کی طرف توجہ دیں جو ہنوز منتظر اشاعت ہے۔ آخر میں ایسے کاموں کے انجام دینے
میں کس کی انتظار ہے؟ مولائے کریم توفیق عطا فرمائے۔

سوانح کے آخر میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا
ذوی الارحام کی صفت راجع سے متعلق وہ اہم غیر مطبوعہ فتویٰ بھی شامل کر دیا گیا ہے جو انہوں نے
حضرت سراج الفقہاء کے استفتاء کے جواب میں لکھا تھا جسے دیکھنے کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے
متعلق حضرت سراج الفقہاء کے زاویہ نظر میں نہایت خوش گواری تبدیل کی گئی تھی۔

مکرمی جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری دلاہور نے ازراہ عنایت حضرت سراج الفقہاء کے
دو مکتوب اور اس فتوے کی نقل مرحمت فرمائی۔ یہ نقل اور اس کے ساتھ حضرت سراج الفقہاء کے حالات
صاحبزادہ سید محمد فاروق قادری ایم۔ اے سجادہ نشین شاہ آباد شریف گرامی اختیار نماں نے
جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب کو فراہم کئے تھے۔ اس کے علاوہ فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا ابوالحسن
محمد مختار احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ سراج العلوم خانپور نے راقم سطور کی فرمائش پر حضرت کے
تفصیلی حالات فلم بند کر کے ارسال کئے۔ ان تمام حضرات کی مہربانی و حمید کا نتیجہ ہے کہ سراج الفقہاء کی سوانح اور
امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا مادہ ناباب محققانہ فتویٰ پہلی بار قریب ہونہ ناظرین تک پہنچ رہا ہے
میرے لئے ان حضرات کا شکریہ ادا کرنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور
زیادہ سے زیادہ دینی خدمات ادا کرنے کی توفیق رفیق فرمائے اور اراکین مجلس رضا دلاہور کو بھی سوائے
دائیں سے نوازے جو اس رسالے کو شائع کر رہے ہیں۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

(محقق و تالیف اشاعت العلوم)

چکوال

۳۔ ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ

مختصر سوانح

حضرت سراج الفقہاء

ولادت باسعادت استاذ العلماء سراج الفقہاء مولانا سراج احمد صاحب ایک
مشہور و معروف علمی گھرانے کے چشمہ چراغ ہیں۔ آپ سابق ریاست
بہاولپور کے شہر خانپور سے متصل قصبہ مکھن پیلہ (اسٹیشن چمبہ سیال ضلع رحیم یار خاں) میں چودہ
ذو الحجہ بروز بدھ ۱۳۳۳ھ کو پیدا ہوئے۔

آپ کے والد حضرت مولانا احمد یار صاحب قدس سرہ اس علاقہ کے مشہور عالم دین تھے۔ آپ کے
جد امجد مولانا محمد عالم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے علاقے کے جید عالم دین اور صاحب فتویٰ تھے۔
مولانا محمد عالم صاحب مشہور شیخ طریقت اور سرائیکی زبان کے ملک الشعراء حضرت خواجہ غلام فرید
صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیروم شاہ اور بڑا در بزرگ حضرت خواجہ فخر جہاں رحمہ اللہ تعالیٰ اوحیٰ کے
ہم درس اور پیر جانی تھے یعنی حضرت خواجہ خدابخش رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت تھے۔ مولانا محمد عالم صاحب
نے تمام درسی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھیں۔ اسی طرح سراج الفقہاء کے نانا مولانا امام بخش بھی
اپنے معاصر علماء میں ممتاز مقام رکھتے تھے یعنی حضرت سراج الفقہاء کا ماحول تفصیل اور دھیال
دونوں طرف سے خالص دینی اور علمی تھا۔

ابتداء میں جب آپ نے اپنے گاؤں مکھن پیلہ میں قاعدہ شروع
ابتدائی تعلیم اور عجیب و غریب قصہ کیا تو دماغی کمزوری کی وجہ سے بہت دشواری پیش آتی۔

۱۔ ایذاقت المہر شرح النور الہندیہ از فاضل جلیل مولانا غلام علی گڑوی (مکتبہ مہر چشتیان شریف بہاولنگر ۱۳۸۳ھ)
۲۔ مکتوب گرامی جناب سید محمد فاروق قادری ایم۔ اے بنام جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ۱۲

اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا ایک عجیب کرشمہ ظاہر ہوا جس کی وجہ سے ذہنی کیفیت میں حیرت انگیز انقلاب برپا ہو گیا۔ ہوا یوں کر آپ کی والدہ ماجدہ جو نہایت عابدہ صالحہ تھیں نے ایک رات خواب میں حضرت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے حضرت سراج الفقہاء کے بارے میں چند عذائے کلمات فرمائے یہ بھی فرمایا کہ یہ بہت بڑا عالم دین ہو گا۔ پھر خانی زندگ کے چند اوراق عطا فرمائے اور فرمایا: مولوی احمد یار کو دے دینا تاکہ یہ پانی میں حل کر کے اپنے لڑکے کو پلائے۔ جب آپ بیدار ہوئیں تو اوراق ہاتھ میں نہیں تھے۔ کچھ دیر بعد حبيب مولانا احمد یار صاحب تشریف لائے تو ان کے پاس ایک کتاب تھی جسے کھولا گیا تو وہی اوراق اس میں موجود تھے۔ والدہ صاحبہ نے پہچان لئے چنانچہ وہ اوراق مولانا کو پلائے گئے تو ان کا اثر عظیم ظاہر ہوا ایلہ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت سراج الفقہاء کو بہترین صلاحیتیں عطا فرمادیں۔

درس نظامی کی تکمیل آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی پھر چاچا ایں شریف کے مشہور مدرسہ جامعہ فریدیہ جس کے بانی حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ متوفی ۱۲۹۱ھ میں ابتدائی کتب سے یکسر مطول تک کتابیں استاد العلماء مولانا تاج محمود صاحب اور جامع معقول و منقول مولانا غلام رسول صاحب سے پڑھیں۔ فنون لیر کی بعض کتابیں مع حدیث شریف قصبہ مہند ضلع بہاولپور میں اپنے زمانے کے مشہور معقول عالم مولانا علامہ امام بخش صاحب سے پڑھیں اور ۱۳۱۲ھ میں تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے۔

طالب علمی کے زمانے میں آپ کو اپنے ہم درس طلباء پر فوقیت حاصل ہوتی تھی آپ اکثر بیشتر درسی اور غیر درسی کتب اور شروح مطالعے میں حل کر لیتے۔ صرف بعض مقامات میں اساتذہ رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی۔ اساتذہ آپ کی قابل داد صلاحیتوں کو دیکھ کر متعجب رہ جاتے کتب فقہ سے کنز الدقائق سبقت پڑھی اور باقی کتابیں مطالعے سے حل کر لیں۔ اسی طرح رباعی - زیج اور علم متقا

لے مکتوب گرامی حضرت مولانا ابوالحسن محمد مختار احمد صاحب صد مدرس مدرسہ عربیہ سراج العلوم خانپور بنام راقم الخود لے ایواقیات المہرہ ص ۱۴۴

ذہنی اکثر و بیشتر کتابیں مطالعے سے حل کر کے طلباء کو پڑھا دیں۔

بیعت سلامت طبع، اعلیٰ صلاحیتوں اور دینی و علمی ماحول کی بڑت حضرت سراج الفقہاء کی روح مضطرب ایسے رہبر کی منلاشی تھی جو اصلاح ظاہر کے ساتھ ساتھ صفاء باطن کا بھی سامان کر دے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے آپ کو دور دراز کا سفر نہیں کرنا پڑا کیونکہ چاچا ایں شریف میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے شیخ کامل فرید العصر حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ فیوض و برکات کے دریا بہا رہے تھے حضرت سراج الفقہاء دس سال کی عمر میں ان کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے اور وقتاً فوقتاً ان کی مجالس میں حاضر ہو کر روحانی برکات کا خوب خوب استفادہ کیا خواجہ کی توجہ نے اس فقیہ اعظم کی زندگی کو واضح، سادگی، بے نفسی اور جذبہ خدمت خلق ایسی صفات عالیہ سے مزین کر کے اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نمونہ بنا دیا اور آپ کے علم ظاہری کو وہ جلا بخشی جو اہل علم کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔

تدریس آپ نے عالم نوجوانی میں تدریس کی ابتدا کی اور ستر سال کے لگ بھگ علوم دینیہ کے طلباء کو اپنے چشمہ علم سے سیراب کرتے رہے۔ ایک عرصہ تک قصبہ ڈیرہ گبولال ضلع رحیم یار خاں میں مصروف تدریس رہے۔ پھر کچھ وقت اپنے گاؤں مکن بلہ میں مشاقان علم دین کو مستفید فرمایا۔ پھر چاچا ایں شریف میں موجودہ مجاہد نشین حضرت خواجہ فیض فرید صاحب مدظلہ العالی کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد ہوئی جسے آپ نے بطریق احسن انجام دیا۔ اس کے علاوہ کچھ وقت دربار قادریہ بھر چونڈی شریف ضلع سکھر سندھ میں بھی گزارا جہاں مجاہد اسلام ناصر تحریک پاکستان حضرت پیر عبدالرحمن قدس سرہ العزیز کو پڑھاتے رہے مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں بھی پڑھا یا اور مدت دراز تک مدرسہ عربیہ سراج العلوم خانپور میں درس دیا۔

تلاذہ تقریباً ستر سال کے طویل عرصہ میں بلاشبہ سینکڑوں علماء نے آپ سے استفادہ کیا اس وقت جن تلاذہ کے اسما گرامی معلوم ہو سکے وہ درج ذیل ہیں :-

○ حضرت مولانا خواجہ حافظ عبد الرحمن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۸۵ھ ضلع سکھو صاحب
 میں سلسلہ عالیہ قادری کی مشہور گدی بھر چندی شریف کے سجادہ نشین اور تحریک پاکستان کے بیاک مجاہد
 تھے۔ آپ کے مریدین کا سلسلہ بہت وسیع اور دیگر ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ نہایت عالم و فاضل
 اور عارف کامل تھے۔ مسلک اہل سنت و جماعت کے زبردست حامی اور مبلغ تھے۔ ملک غلام علی
 اینڈ سنز لاہور کو بہار شریعت اور فتاویٰ رضویہ جداول کی اشاعت کے لئے آپ نے ہی
 تیار کیا تھا۔ فتاویٰ رضویہ شائع ہونے پر اس کی ایک سو جلدیں خرید کر علماء میں تقسیم فرمائیں۔ فخر اللہ
 تعالیٰ اخیر البحر! آپ کے صاحبزادے مجاہد عظیم حضرت مولانا پیر عبد الرحیم صاحب شہید (۲۱ ستمبر ۱۹۷۱ء)
 نے بھی حضرت سراج الفقہاء سے کچھ اسباق پڑھے۔ اسلام کے اس جلیل القدر مجاہد کو بعض شریکینوں
 نے شہید کر دیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

○ عمدۃ العارفین حضرت علامہ الحافظ پیر سید مخدوم القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۳۵۸ھ)
 سجادہ نشین شاہ آباد شریف گرامی اختیار خاں ضلع رحیم یار خاں مصنف "عباد الرحمن" شیخ طریقت
 جید عالم دین اور صالحین کے نقش قدم پر تھے۔ تمام عمر طلباء کو علمی فیض سے فیض یاب فرماتے رہے
 جناب صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے آپ کے فرزند ارجمند ہیں جن کے مفصل
 مکتوب سے اس تحریر میں خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔

○ حضرت خواجہ فیض فرید صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین چاٹراں شریف آپ حضرت
 خواجہ غلام فرید قدس سرہ العزیز کی گدی کے سجادہ نشین ہیں۔ عالم و فاضل اور صالح بزرگ ہیں
 حرمین شریفین کی زیارت سے شرف ہو چکے ہیں۔ حضرت موصوف کے مریدین کا دائرہ بہت
 وسیع ہے۔

○ حضرت مولانا عبد السبحان صاحب مدظلہ العالی حضرت سراج الفقہاء کے بڑے

لے حضرت سید مخدوم القادری کا فضل تاریخ وفات حضرت شرافت نوشاہی نے لکھا ہے جس کا ناہنجی شعریہ ہے۔
 شرافت زنگر پور سند سال ۱۳۹۰ھ

صاحبزادے ہیں۔ جید عالم و فاضل ہیں۔ تمام علوم و فنون حضرت سراج الفقہاء سے پڑھے۔ ریاضت و
 عبادت میں بہت کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۷۵ سال ہوگی۔

○ استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ سراج احمد صاحب مدرسہ عربیہ سراج العلوم خان پور کے
 ترمین نہایت فاضل اور صالحین میں سے ہیں اور شیخ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سرشار تقریباً
 پچیس سال تک قرآن و حدیث کا درس دیا۔ سینکڑوں افراد کو فیض یاب فرمایا اور اب مدرسہ عربیہ
 سراج العلوم آپ کے زیر انتہام کامیابی کی راہ پر گامزن ہے جہاں دور دراز کے طلباء علم دین کی دولتوں
 سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

○ فاضل اصل شیخ انور اکرم حضرت مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد صاحب اولیسی دامت برکاتہم العالیہ
 ترمین جامعہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور نہایت قابل عالم و فاضل، سربلغ القلم، مصنف،
 متقی، متورع اور بلند پایہ مناظر ہیں۔ قابل قدر کتب کثیرہ تصنیف کر چکے ہیں جن میں نعم الحامی شرح
 شرح جامی، شرح ایسا غوجی، فیض رضا شرح کریم، شرح حیاۃ الانبیاء، للبیہقی شرح شرح مائتہ
 عامل، اولیسی نامہ اور ابواب الصرف مع قوانین الصرف (مترجم مولانا اولیسی صاحب) بہت
 مشہور ہیں۔ حضرت موصوف شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سرور احمد صاحب محدث اعظم پاکستان
 رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ ہر سال رمضان المبارک میں بڑی محنت سے دورۂ قرآن مجید
 پڑھاتے ہیں جس میں اطراف و اکناف کے طلباء، علماء، بکثرت شریک ہوتے ہیں۔

○ فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا حسن الدین صاحب ہاشمی شیخ الفقہاء جامعہ اسلامیہ بہاولپور
 حضرت موصوف اجدہ فضل میں سے ہیں۔ تمام کتب درسیہ پر عبور رکھتے ہیں۔ بہترین معقولی اور فلسفی
 ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں سے حاشیہ قال اقوال وغیرہ کتب طبع ہو کر علماء سے خراج تحسین
 حاصل کر چکی ہیں۔ حضرت سراج الفقہاء سے علم زریح اسطرلاب وغیرہ کی کتابیں پڑھیں۔

○ حضرت مولانا ابوالحسن محمد مختار احمد صاحب مدظلہ العالی (ابن مولانا حافظ سراج احمد صاحب)
 مدرسہ مدرس مدرسہ عربیہ سراج العلوم خان پور سلیم الطبع اور فاضل عالم ہیں ہر سال رمضان المبارک میں

دورہ قرآن مجید پڑھاتے ہیں۔ دور و نزدیک کے طلباء و علما آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوتے ہیں۔ فاضل موصوف نے راقم الحروف کی درخواست پر حضرت سراج الفقہاء کے متعلق بہت سی اہم معلومات فراہم فرمائیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

○ حضرت علامہ محمد مقصود احمد صاحب خطیب جامع مسجد محکمہ کشمیری سادھواں و ڈسٹرکٹ خطیب لاہور پیکر اخلاق فاضل نوجوان اور ہر دل عزیز ہیں۔ جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی میں پڑھتے رہے۔ جامعہ امدادیہ مظہر میں استاذ العلماء مولانا عطا محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں زانوئے تلمذتہ کیا۔ شیخ القرآن حضرت مولانا عبد الغفور ہزاروی قدس سرہ سے دورہ قرآن پڑھا۔ رمضان شریف ۱۹۶۵ء میں سراج الفقہاء کی خدمت میں حاضر ہوئے اس سے قبل دو دفعہ سراجی پڑھ چکے تھے لیکن انہیں اشتیاق تھا کہ فن میراث کے نام کا تلمذ حاصل کیا جائے۔ الزبدۃ السراجیہ کے چند اوراق پڑھے تھے کہ علالت نے آیا۔ اس لئے سراج مذکورہ کی تکمیل نہ کر سکے۔

○ حضرت علامہ مولانا محمد عبد الواحد صاحب مظلہ العالی مفتی مدرسہ عربیہ سراج العلوم خان پور نہایت فاضل مدرس ہیں۔ جید فقیہ اور صالح بزرگ ہیں۔ علوم متداولی تمام کتب کئی دفعہ پڑھا چکے ہیں۔ بہترین خوشنویس اور عمدہ جلد ساز ہیں۔

○ حضرت مولانا سید محمد مظفر شاہ صاحب خیر پور قریشیاں کافی عرصہ تک خان پور مسجد ایضاً جہد میں خطیب رہے ہیں۔ عالم و فاضل اور اچھے مقرر ہیں۔ ان دنوں اپنے رقبہ میں قیام پذیر ہیں۔ ساتات سے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کے بہت سے مریدین ہیں۔

○ حضرت مولانا محمد امین صاحب فتھوری رحمہ اللہ تعالیٰ بہترین معقولی فلسفی اور مناظر تھے۔ مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ اَللّٰہُمَّ ارْزُقْنَا شَہَادَۃً فِیْ بِلَدِ حَبِیْکَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

○ حضرت مولانا خورشید احمد صاحب مہتمم مدرسہ سعیدیہ کاظمیہ ظاہر پور عاشق رسول

مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم باہمئل اور خوش بیان مقرر ہیں۔ تین دینی مدرسے آپ کے زیر تہام چل رہے ہیں۔

○ حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مظلہ العالی خلیفہ الرشید سلطان العارفین حضرت مولانا فیض محمد صاحب شاہ جمالی رحمہ اللہ تعالیٰ بہتم دارالعلوم صدیقیہ شاہ جمالیہ (ضلع ڈیرہ غازی خان) عرصہ سے مدرسہ مذکور میں علمی و دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

○ مولانا عبد الغفور صاحب اوری سابق شیخ الحدیث اوزار العلوم ملتان انہوں نے حضرت سراج الفقہاء سے علم میراث پڑھا لائق مدرس ہیں۔

○ مولانا حافظ محمد افضل صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ انوار الاسلام بودھن ضلع ملتان بہترین مدرس ہیں۔ درسیات کئی دفعہ پڑھا چکے ہیں۔ یلہ

○ مولانا عطا محمد صاحب امام مسجد مٹھن کوٹ علیہ

افتاء حضرت سراج الفقہاء نے تدریس کے علاوہ منصب افتاء کے فرائض کو بہ طریق احسن انجام دیا۔ مشکل سے مشکل مسائل آپ کی خدمت میں پیش ہوتے جنہیں بہت

جلد دلائل قویہ فقہیہ کی روشنی میں حل کر دیتے آپ کے تحریر علمی کثرت معلومات اور صلاحیت رائے کا صیح اندازہ ان سینکڑوں فتاویٰ کے مطالعے سے ہو سکتا ہے جو سراج الفتاویٰ کی صورت میں جمع ہو چکے ہیں۔ ویسے تو آپ کو تمام علوم دینیہ پر عبور تام حاصل ہے مگر کتب فقہ پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔ درمختار، رد المحتار (شامی) فتاویٰ عالمگیری، ہزارہ، تقریر، تحریر جامع الفصولین، بحر الرائق اور مبسوط البسی مبسوط کتب فقہیہ کا نظر غائر سے اول تا آخر مطالعہ فرما چکے ہیں۔ (الآ

ماشاء اللہ) راقم الحروف کو دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ کے کتب خانہ میں حضرت سراج الفقہاء کی کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ہر کتاب پر بجا بجا حواشی لکھے ہوئے ہیں اور ابتدائی صفحات پر بکثرت ضروری نوٹ درج ہیں لیکن میراث و وصیت بیقات اور ریاضی وغیرہ میں ایسی بے مثال دسترس حاصل ہے کہ آپ

لہذا مولانا ابوالحسن محمد خاں صاحب مکتوب بنام راقم اسطورہ نوشین۔ مکتوب گرامی صاحب ہزارہ بیروتی القادیام

کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے۔

حضرت سراج الفقہاء کے تلامذہ کی اس مختصر فہرست پر نظر ڈالنے سے واضح ہو سکتا ہے کہ آپ بیشک "استاذ العلماء والمشاخ" ہیں۔

حضرت سراج الفقہاء مرجع علماء ہیں، دور دراز کے لوگ حل مشکلات کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند کے مفتی میراث کے مشکل ترین مسائل کے حل کے لئے آپ سے استعانت اور رابطہ قائم کرتے رہے۔

۱۔ یہاں ایک واقعہ کا ذکر دلچسپی سے خلی ذہن رکھنا ضروری ہے۔ مولانا غلام رسول سیدی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور غالباً ۱۳۵۰ء میں مولانا عبدالمجید صاحب مدرس سراج العلوم خانپور سے قدوری، مراجع الارواح اور قال اقول وغیرہ چھپتے تھے۔ اپنی دونوں مولانا عبدالحق ودرغاتی دیوبند کے محض خزن العلوم خانپور کی زیر اداوت لکھنے والے رسالے "خزن العلوم" میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں مجددائے حاضر حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی پر تنقید کی گئی تھی اور اس میں ایک جگہ اس قسم کا عقیدہ "مولانا احمد رضا کے نزدیک حضور علیہ السلام کے لئے تصرفات ذاتیہ مان لینے سے شرک لازم نہیں آتا" اور ان کے لئے "الاسن والعلی" کی عبارت پیش کی گئی تھی وہ یہ تھی۔

"اگر کہہ کہ اللہ پھر رسول خالق السموات والارض ہیں، اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقی جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا" (الاسن والعلی ص ۲۱۹)

اس مضمون کو پڑھ کر مولانا سیدی کو سخت تعجب ہوا۔ استاد محترم کو یہ عبارت دکھائی۔ انہوں نے فرمایا کہ اصل کتاب نکال کر دیکھنی چاہیے۔ اس سے آگے مولانا سیدی کی زبانی سنئے۔

جب اصل کتاب کو دیکھا تو میں دیا بندہ کی ایمان داری، راست گوئی اور محض قلم پر حیران رہ گیا۔ اصل معاملہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویت الایمان کی ایک عبارت کا رد فرما رہے ہیں۔ رد کا خلاصہ یہ ہے کہ "اور" اور "پھر" کے فرق سے شرک مندرج نہیں ہوتا چنانچہ فرمایا۔

اگر کوئی یوں کہے کہ اللہ و رسول خالق السموات والارض ہیں، اللہ و رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقی عالم ہیں بھی شرک ہوگا؟ اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السموات والارض ہیں۔ اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقی جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا؟ (الاسن والعلی ص ۲۱۹)

جب حق واضح ہو گیا تو مجھے سخت رنج و غصہ لاحق ہوا اور میں نے سوچا کہ خزن العلوم جاکر مولوی درغاتی صاحب

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵ پر)

حقیقت یہ ہے کہ آپ تبصر علمی کے اعتبار سے نادر روزگار شخصیت ہیں۔ آج اگر کوئی شاہ جہان ایسا علوم دینیہ کا قدر دان ہوتا تو آفتاب پنجاب مولانا عبدالحق سبکی کوئی کی طرح آپ کو چاندی میں تولتا۔ لیکن افسوس کہ وہ خود کو اپنی کم آہیزی اور عزت پسندی کی وجہ سے پودہ نغایں رہے اور زمانے نے ان کے بارے میں ثر و نغایں سے کام نہ لیا۔

تصنیفات

چونکہ آپ کا زیادہ تر وقت تدریس و افتاء میں صرف ہوا اس لئے تصنیف و تالیف کی طرف

بقیہ حاشیہ ص ۱۵

سے گفتگو کروں کہ انہوں نے خائن، بددیانت، عصمت دشمن قلم کی تحریک سے کیوں اپنے رسالے کو رسوا کیا چنانچہ میں چند ماقیوں کے ساتھ خزن العلوم پنچا۔ وہاں درخواستی صاحب اس وقت حدیث شریف کا سبق پڑھا رہے تھے۔ فارغ ہوئے تو ہم ان سے ملے۔ مضمون نویس کی خیانت بیان کی اور ثبوت میں "الاسن والعلی" پیش کی کہنے لگے تم مضمون نویس کو خط لکھو۔ میں نے کہا وہ نہ جانتے کہاں ہے۔ ہم اس سے کیسے رابطہ قائم کریں اور مراسلت میں نہ جانے کتنا وقت لگے۔ آپ یہاں موجود ہیں آپ اس مضمون کے بارے میں ہمیں کیوں مطمئن نہیں کر دیتے۔ پھر وہی جواب ملا۔ میں نے کہا آپ اپنی زیر اداوت شائع ہونے والے مضامین کے ذمہ دار نہیں ہوتے؟ جواب دیا۔ کیوں نہیں ذمہ دار ہوتے ابھی وہ مر تو نہیں گیا۔ اسے لکھو اس نے جواب دیا تو ہم دیں گے۔

پھر پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ بتلایا کہ سراج العلوم سے۔ پھر دعوت اور کمال مکتب سے کہا تمہارے مدرسہ کے مہتمم کا تو یہ حال ہے کہ میں نے اس سے لاجق، مہلوق اور مدرک کی تعریف پوچھی تو وہ نہ آئی۔ میں نے جواب دیا اس کا تو مجھے علم نہیں البتہ یہ معلوم ہے کہ آپ کے ہاں جو میراث کے مسائل حل نہیں ہوتے۔ وہ سراج الفقہاء مولانا سراج احمد صاحب کے پاس بھیج کر حل کر لئے جلتے ہیں۔ کہنے لگے کیا ہوا۔ آدمی کا جو تاؤٹ جاتا ہے تو وہ موی کے پاس حرمت کرنے چلا جاتا ہے۔ میں نے کہا یہ بتلائیے کہ عالم کے لئے میراث کے مسائل جاننا ضروری ہے یا جو حرمت کرنے کا فن جاننا مطلب یہ تھا کہ اگر اول شق تسلیم ہے تو آپ کے مدرسین جاہل ہیں اور اگر شق ثانی تسلیم ہے تو آپ مرجع مدرسین کے اس فن میں ماہر ہونا چاہیے۔ میرا یہ جواب سنتے ہی غصہ میں آپ سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے میرے سامنے اجتہاد کرتے ہو چلو لکھو یہاں سے۔ (مکتوب مولانا سیدی بنام راقم ۱۳ رجب ثانی ۱۳۵۷ھ)

زیادہ تو جہ نہیں ہوئی۔ اس کے باوجود سراج اہل القبلة کے نام سے علم فرائض (میراث) وصیت اور مہیقات پر آپ کی ضخیم تالیف ہنوز منظر اشاعت ہے جس کا خلاصہ الزبدۃ السراجیہ فی علم المہیقات والمیراث والوصیتہ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ کتاب واصل تین سال کا مجموعہ ہے۔ اہل علم ان کی اہمیت اور خوبی سے صحیح طور پر آشنا ہو سکتے ہیں جن حضرات نے ان مسائل کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ مسائل کو کس عمدگی سے بیان کیا گیا ہے اور ان رسائل کو جدید اصول و قواعد اور انداز بیان کی سلاست سے کس طرح مزین کیا گیا ہے۔

آپ کی دوسری غیر مطبوعہ تالیف سراج الفتاویٰ ہے جس میں وہ سیکڑوں فتاویٰ مندرج ہیں جو وقت فوقتاً آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے تھے اور آپ دلائل فقہیہ کی روشنی میں انہیں حل فرماتے۔ آپ کے اکثر فتووں کی بنا پر سابق ریاست بہاولپور میں عدالتی فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ خدا کو رہے کہ یہ فتاویٰ طبع ہو جائیں تاکہ تحقیق کے متلاشی ان سے استفادہ کر سکیں اور حضرت سراج الفقہاء کی پوری زندگی کی علمی کوششوں کا پتہ چلوں گے کوشہ نگہنامی میں نہ پڑا رہے۔

اسان تحقیق و تدقیق کے تیر اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز

سے

استفتاء

قدوة الفضلاء، سراج الفقہاء، بیان فرماتے ہیں کہ دور غالب علمی میں بیات ہمارے ذہن میں بٹھادی گئی تھی کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی (قدس سرہ العزیز) کی کتابیں پڑھنا ناجائز ہے۔ ان کی تصنیفات کو علم و تحقیق سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا۔ وہ تو صرف چند مروجہ رسومات و بدعات کے مجوز ہیں۔ ان کی علمیت کا مداریسی امور ہیں اور ان کی تصنیفات صرف میلاد، قیام میلاد، فاتحہ، عرس، گیارہویں، نذر و نیاز اور نذر غیر اللہ وغیرہ امور بدعیہ سے متعلق ہیں چنانچہ عام طلباء کی طرح میں بھی ان کے نام تک سے متنفر تھا۔ میں نے بعض لوگوں سے ان کے تبحر علمی کی باتیں سن رکھی تھیں جنہیں ہمارے حلقے میں مریدین و متقیدین اور غلو سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طہر عنایت شامل حال تھی کہ ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے حضرت سراج الفقہاء، ایسی شخصیت کے ذہن میں عظیم انقلاب پیدا کر دیا اس کی تفصیل خود ان کی زبانی سنئے۔

حسن اتفاق سے مجھے رسالہ میراث کی تصنیف کے دوران ایک مسئلے (ذوی الارحام) کی صنف راجع کے حکم میں الجھن پیدا ہوئی۔ میں نے اس کے حل کے لئے دیوبند، سہارن پور، دہلی اور دیگر علمی مراکز میں خطوط کئے کہیں سے بھی تسلی بخش جواب نہ آیا سب نے "سراجی" پر ہی اکتفا کیا۔ میں نے یہ سوچ کر کہ اس میں حرج ہی کیا ہے

وہ سوال مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے پاس بھی بھیج دیا۔ ایک ہفتے کے اندر مولانا کی طرف سے جواب آگیا۔ انہوں نے مسئلے کو اس طرح حل کیا کہ تمام کتب کے اختلافات اور نسکوک و شبہات رفع ہو گئے۔

اب آپ حضرت سراج الفقہاء کا استفتاء اور فقیر اجل اعلیٰ حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کا وہ انقلاب آفرین نادر و غیر ملبوع فتویٰ ملاحظہ فرمائیں جس نے وقت کے ایک بہت بڑے محقق کو نہ صرف ذہنی اطمینان بخشنا بلکہ ایک نئی راہ پر ڈال دیا۔

اعلیٰ حضرت کے دستِ اقدس کا لکھا ہوا فتویٰ دستیاب نہیں ہو سکا بلکہ شاہے کہ گم ہو چکا ہے یہ تو جناب حکیم محمد موسیٰ اترسری کی علم دوستی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے چند سال قبل جناب صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے سجادہ نشین شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں کے ذریعے اس فتوے کی نقل حاصل کر لی تھی ورنہ شاید یہ مبارک فتویٰ کبھی بھی منظر عام پر نہ آ سکتا۔ چونکہ یہ فتویٰ نقل سے نقل شدہ ہے اس لئے اس کی تصحیح میں بڑی جانفشانی سے کام لینا پڑا۔ حواشی راسم الحروف کے لکھے ہوئے ہیں جن میں عربی عبارات کے ترجمہ کے علاوہ بعض کتابوں کے صفحات کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔ نیز استفتاء کے اختصار کے پیش نظر اس کا مطلب تفصیلاً بیان کر دیا ہے۔

سوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدمتِ مجدد دامتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب۔ بعد ترجیح بقرب الدرجہ اولاد قوت قرابت ثم الولایت عند اتحاد الجہت سے ترجیح۔ مگر اختلاف میں عند اختلاف الجہت بھی ولایت سے ترجیح مخصوص (مذکور) اور قوت قرابت سے بھی ترجیح مفقود میں بحث فرمائی صنف رابع میں قاعدہ مفتی تبحر بریر فرمادیں تاکہ رسالہ میں لکھوں بتینا توجہ روا۔

تفصیل سوال از مرتب

ذوی الفروض وہ رشتے دار ہیں جن کے حصے شریعت میں مقرر ہیں ان کی تعداد بارہ ہے اصبات وہ رشتے دار ہیں جو ذوی الفروض سے باقی ماندہ مال لیں اور تنہا ہوں تو سب مال لے لیں۔ ذوی الارحام وہ قریبی ہیں جو نہ تو ذوی الفروض ہوں اور نہ مصبات۔

ذوی الارحام کی چار قسمیں ہیں جو حق قسم وہ افراد ہیں جو میت کے دادا، دادی، نانا، نانی کی طرف منسوب ہوں مثلاً چچا، پھوپھی، ماموں خالہ اور جو افراد ان کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوں۔ سوال مذکور اسی جو حق قسم کی اولاد میں تقسیم میراث سے متعلق ہے۔

سداحجی میں ہے (۱) جو شخص میت کے زیادہ قریب ہو خواہ اس کا تعلق باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے زیادہ حقدار ہے۔

(۲) کسی شخص قرب میں مساوی ہوں اور قرابت بھی متحد ہو یعنی سب باپ کی طرف سے متعلق ہوں یا سب ماں کی طرف سے تو قوی قرابت والا مستحق ہو گا مثلاً میت کی تین پھوپھیوں کی اولاد تھی۔ ایک پھوپھی اس کے والد کی سگی بہن تھی دوسری پردی تیسری مادری اگرچہ یہ تمام اولاد درجہ میں برابر ہے اور جہت بھی ایک ہے لیکن پہلی پھوپھی کی اولاد کی قرابت قوی ہے اس لئے صرف وہی وارث ہوگی۔

(۳) کسی شخص قرب درجہ اور قوت میں برابر ہوں جہت بھی ایک ہو تو عصبر کی اولاد مستحق ہوگی مثلاً سگے چچا کی بیٹی اور سگی پھوپھی کا بیٹا باقی ہو تو کل مال چچا کی بیٹی کو ملے گا کہ وہ عصبر کی اولاد ہے۔

(۴) چچا اور پھوپھی میں سے کسی ایک کا تعلق قوی ہو تو اس کی اولاد ظاہر الروایت میں وارث ہوگی مثلاً پھوپھی باپ کی سگی بہن ہے اور چچا صرف باپ کی طرف سے بھائی ہے تو وارث پھوپھی کی اولاد کو ملے گی۔ سوال مذکور کے الفاظ "بعد ترجیح بقرب الدرجہ اولاد قوت قرابت ثم الولایت عند اتحاد الجہت سے ترجیح" اس فی تفصیل کی طرف مشیر ہیں۔

(۵) متعدد اشخاص قرب درجہ میں مساوی ہوں لیکن ان کی جہت قرابت مختلف ہو یعنی بعض

باپ کی طرف سے رشتہ دار ہوں مثلاً چچا کی اولاد اور بعض ماں کی طرف سے مثلاً ماموں یا خال کی اولاد تو "سراجی" کے مطابق "فلا اعتبار لقوة القرابة ولا لولد العصبۃ فی ظاہر الروایۃ" (ص ۴۷ مطبع سعیدی کراچی) یعنی اب نہ تو قوت قرابت کا اعتبار ہے اور نہ ولد عصبہ کا۔

لیکن علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ قول مذکور نقل کر کے فرماتے ہیں۔

لکن ذکر بعدہ فی معراج الدراية عن شمس الائمة ان ظاہر الروایۃ ان ولد العصبۃ اولیٰ، اتحد الحیو اذا اختلف فہنت العم لابوین اولیٰ من بنت الخال وانه وافقہ التمر تاشی شمس قال وفي صود السراج الاخذ بروایۃ شمس الائمة اولیٰ اھ (رد المحتار جلد ۵ ص ۵۶۶ مطبع کبریٰ مصر ۱۳۲۶ھ)

معراج الدراية میں شمس الائمہ سے مروی ہے کہ ظاہر الروایہ میں ولد عصبہ اولیٰ ہے۔ جہت متحد ہو یا مختلف لہذا لگے چچا کی لڑکی ماموں کی لڑکی سے اولیٰ ہے۔ تمر تاشی نے اس کی موافقت کی۔ ضو السراج میں ہے کہ شمس الائمہ کی روایت کو اختیار کرنا اولیٰ ہے؟ اس کے علاوہ علامہ شامی نے اور بہت سی کتابوں کے حوالے ذکر کئے۔

سوال مذکور میں مگر وہاں مختار میں عند اختلاف الجہت بھی ولدیت عصبہ سے ترجیح منصوص کے الفاظ سے تفصیل سابق کی طرف اشارہ ہے۔

علامہ شامی نے "العقود الدریتہ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدینہ" میں فرمایا۔

فمن قال یرجع ولد العصبۃ علی ولدی الرحم یلزمہ ان یرجع لبقوة القرابة ایضا لانہا اقویٰ فتا مل وراجع (ص ۳۲۱)

جس نے ولد عصبہ کو ولدی رحم پر ترجیح دی اسے لازم ہے کہ قوت قرابت سے بھی ترجیح دے۔ سوال مذکور کے الفاظ اور قوت قرابت سے بھی ترجیح عقود میں بحث فرمائی گا اسی مقام کی طرف اشارہ ہے۔

الجواب

یہاں دو مسئلے ہیں اول المسائل اختلاف جہت بھی ولد وارث کو ترجیح ہے یا نہیں۔ دوم اگر ہے تو قوت قرابت بھی مزج ہے یا نہیں۔

مسئلہ اولیٰ کو علامہ خیر الدین ربکی نے فتاویٰ خیر یہ لنفع البریۃ پھر علامہ شامی نے عقود الدریتہ میں صاف فرمادیا ہے کہ دونوں کو ظاہر الروایۃ فرمایا گیا اور ترجیح متون کی التزامی ہے اور جانب اثبات صریح تصحیحات تو معنی یہی ہے کہ ولد وارث مزج ہے اگرچہ نیز مختلف ہو۔ عقود الدریتہ سائل فاضل ہدایہ اللہ تعالیٰ کے پیش نظر ہے اور فقیر نے خیر یہ سے مقابلہ کیا۔ اس کی عبادات تمامہ عقود میں منقول ہیں۔ ان دونوں عبارتوں سے مستفاد کہ قول اول یعنی عدم ترجیح کو کاتب تصدیق نے ظاہر الروایۃ کہا اور سراجی و صاحب ہدایہ و متن کنز و ملتقی و اکثر شروح کنز و ہدایہ نے اس پر مثنیٰ کی اور اس بنا پر کہ وضع متون نقل مذہب کے لئے ہے، علامہ محمد آفندی عالم متاخر نے اس کو اختیار کیا۔

اقول اسی پر فاضل شجاع بن نور اللہ انقروی مدرس اور نے اپنی کتاب "حل المشكلات" تصنیف ۱۰۶۷ھ میں مثنیٰ کی۔ حیث قال بنت عم لابوین و بنت خال لام یقسم اثلاثا لقوة القرابة و ولد العصبۃ غیو معتبرۃ بین مزین الاب و فریق الام۔ اھ بالتلخیص بعد کے بہت متاخر رسائل مثل مختصر الفرائض مولوی نجات حسین بن عبدالواحد الصدیقی البریلوی تصنیف ۱۰۸۵ھ و زیۃ الفرائض مولوی عبدالباسط بن رستم علی بن علی اصغر قنوجی اس طرف ہی جانا چاہیں کہ ان کا ناخذ سراجیہ ہے۔ اول کی عبارت یہ ہے و ان کان واسطۃ قرابتہم مختلفۃ فثلثا المال لقرابة الاب و ثلثہ لقربة الام ولا اعتبار لقوة القرابة و ولدیت العصبۃ

۱۔ ترجیح اور عدم ترجیح کے قول کو کتب مختلف میں ۱۲۔ ۱۳ یعنی صریح نہیں ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰

عبارت دوم کی یہ ہے۔ "و اگر ہم بدرجہ قرابت برابر باشند و درجہ قرابت مختلف کہ بعض از جانب آب بوند و بعض از جانب اُم دیں ہنگام در ظاہر الروایت مرقوت قرابت و ولد عصہ را اعتبار نہ باشد۔ پس ولد عم ایمانی از ولد خال یا خالہ علاقائی اخیانی اولی نبود کہ قوت قرابت و ولد عم را اعتبار نیست و ہم چنین بنت عم ایمانی از بنت خال یا خالہ ایمانی اولی نباشد کہ ولد عصہ را اعتبار نیست برقیاس آنکہ عم ایمانی از خالہ علاقائی یا اخیانی اولی نبود باوجود آنکہ عم ایمانی دو قرابتین است۔ و ولد وارث از جہتین آب و اُم زیرا کہ پدر او جد صحیح است، ام او جد صحیحہ است۔"

اسے ظاہر الروایت کہنا اور یہ دلیل کہ ان دونوں کتابوں میں ہے بعینہ سرآجی سے ماخوذ ہے اور علامہ سید شریف نے اسے مقرر رکھا۔ "مدق علی نے در مختار میں اس کو مختار رکھا گو کہ قول متن "و اذا استنوا فی درجۃ قدم ولد الوارث" میں واتحدت الجہۃ کی قید بڑھادی اور اگے فرمایا فلواختلفت فلقوابۃ الاب الثلثان و لقوابۃ الام الثلث "علامہ سید محمد مصری طحاوی نے اسے مقرر رکھا بلکہ تصریح کی کہ ان اختلافت حیث القوابۃ فلا عبرۃ للاقوی و لا لولد العصبۃ "علامہ شیخ زادہ نے مجمع الانہر میں نص ملتقی پر تقریر کی۔

یہ عبارت ہیں جو اس قول پر نظر حاضر میں ہیں اور یہاں چند ضروری تنبیہات ہیں۔ فاقول ظاہر عبارت خبریہ سے متوہم ہوتا ہے کہ یہ قول ہدایہ و کنز میں ہے اور ان دونوں کے اکثر شرح لے اس پستی کی پھر ملتقی و سرآجی اس پر ہیں۔ فلہذا علامہ حامد آقندری نے اسے مسئلہ متون قرار دیا مگر اولاً وہ ہدایہ میں نہیں بلکہ امام برہان الدین صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب فرائض عثمانی "میں کہ رسالہ فرائض شیخ عثمانی کا تکرار ہے ذکر فرمایا۔ ہدایہ میں سرے سے کتاب الفرائض ہے ہی نہیں حالانکہ اس کے ماخذ ثانی مختصر القندوری میں

لے اگرچہ قرابت میں برابر ہوں اور قرابت کی جہت میں مختلف ہیں بعض ایک طرف سے ہوں اور بعض ماں کی طرف سے اس وقت ظاہر الروایت میں قوت قرابت اور ولد عصہ کا اعتبار نہ ہوگا (اسکے بعد چند مثالوں کا ذکر ہے) ۱۲

فرائض ہے۔ ردالمحتار میں ہے۔ ہذا ظاہر الروایت کہما فی السراجیہ والفرائض الثمانیۃ لصاحب الہدایۃ۔ ثانیاً شرح ہدایہ سے کتابہ امام کرمانی و غایۃ امام اکمل و بنایۃ امام عیسیٰ و غایۃ البیان القافی و نتائج الافکار قاضی زادہ تکملہ فتح القدیر پیش نظر ہے۔ ان میں مثل ہدایہ کے مسئلہ فرائض نہیں اور معراج الدرایہ میں قول دوم کی تصحیح نقل کی غابائے زیادت کتاب الفرائض میں ہو جس طرح نہایت نے اسے تکمیل اضافہ کیا اور محقق بابر ترقی نے اس کی تلخیص میں پھر خلافت فرمادیا تو ظاہر غالباً شرح ہدایہ کا سبق قلم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ثالثاً کنز کی عبارت یہ ہے "و ذو رحم و هو قویب لیس بذی سہم و عصبۃ (انی ان قال) و ترتیبہم کترتیب العصبات والترجیم بقرب الدرجۃ ثم بكون الاصل وارثا و عند اختلاف جہۃ القوابۃ فلقوابۃ الاب ضعفت قوابۃ الام" حضرت شامی نے اس میں محل استدلال جملہ اخیرہ کا اطلاق اور اس بناء پر اسے متون و شروح کی طرف نسبت کیا جانا بتایا ہے۔ ردالمحتار میں بعد عبارت مذکورہ آغا ہے "و هو ظاہر اطلاق المتون والشروح حیث قتالوا و عند اختلاف جہۃ القوابۃ فلقوابۃ الاب ضعفت قوابۃ الام فلم یضر قوابین ولد العصبۃ وغیرہ" اقول یہ جملہ ان دو قاعدہ ترجیح کے بعد مذکور ہے وہ قواعد عامہ تھے کہ جمیع اصناف و احوال ذوی الارحام کو شامل تھے تو یہ قطعاً ان سے مفید ہے۔ وگرنہ اختلاف کے وقت قرب درجہ سے بھی ترجیح نہ ہو اور وہ بالاجماع باطل ہے۔ و علی النثرل وہ دونوں قواعد بھی مطلق ہیں وہاں بھی اختلاف و اتحاد جہت سے فرق نہ فرمایا تو یہ اطلاق اس اطلاق کے معارض ہے۔

لے یہ عبارت اس طرح ہونی چاہیے۔ غاب شروع ہدایہ کہنا خبریہ کا سبق قلم ہے ۱۲

لے ذورم وہ قرابتی ہے جو صاحب فرض اور عصہ زہدان کی ترتیب عصبات کی طرح ہے اور ترجیح قرب درجہ سے ہوگی۔ پھر اصل کے وارث ہونے سے اور جہت قرابت مختلف ہوئی تو باپ کی قرابت کو ماں کی قرابت کی نسبت دو گن حصہ لے گا ۱۲۔

لے یعنی پہلے قرب درجہ سے ترجیح ہوگی پھر اصل کے وارث ہونے سے ۱۲۔

رابعاً مخیر امام اجل قدوری میں صاف فرمایا۔ ذوی الارحام کے اقسام بیان کر کے حکم عام ارشاد فرماتے ہیں: "واذا استنوی وارثان... فی درجۃ واحدة فاولسہم من ادلی بوارث و اقربہم اولی من ابعدہم"

خامساً اسی طرح متن تنویر الابصار میں تمام اقسام ذکر کر کے فرمایا: "واذا استنوا فی درجۃ قدم ولد الوارث واذا اختلفت الفروع والاصول اعتبر محمد فی ذالک الاصول وقسم علیہم اثلاثاً لہ اس نے بھی صاف کر دیا کہ بعد استنوا درجہ تقدم ولد وارث کا حکم عام ہے۔ اس کے بعد مسئلہ اختلاف جہت نہ لائے جس سے اشتباہ ہو بلکہ مسئلہ اختلاف اصول ذکر کرنا واثرتہ یہی نکتہ ہے کہ ان تینوں متون اعمی قدوری، کنتز و تنویر یہاں قوت قرابت کی ترجیح ذکر نہ فرمائی و منظور افادۃ قواعد عامہ ہے اور وہ عام نہ تھی بلکہ اتحاد (جہت) سے خاص ہکذا ینبغی ان ینفہم کلام الکوام۔

اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ "واذا استنوا فی درجۃ" کے بعد درختار کا "واتحدت الجہتہ" زائد کرنا قول اول کی طرف ان کا میل خلاف متن ہے۔

سادساً ہدایہ، وقایہ، نقایہ و اصلاح عزراں تنوں میں مسئلہ کا ذکر ہی نہیں قدوری کنتز، تنویر کا حال معلوم ہوا۔ سراجیہ ابتدائی کتاب ہے مگر اصطلاح فقہ پر متن نہیں اس کا مرتبہ فتویٰ غایت درجہ شروح کا ہے جیسے منبہ و اشتباہ بھی ابتدائی کتب ہیں اور مرتبہ متون میں ہرگز نہیں بلکہ تناد ہی ہیں کما بیناکہ فی فتاوانا متون وہ مختصرات ہیں کہ انہ نے

۱۔ جب دو قریبی ایک درجے میں برابر ہوں تو وارث کے ذریعے (میت کی طرف) منسوب ہونے والا ادلی ہوگا اور (ذوی الارحام) میں سے اقرب کو ابعد پر ترجیح ہوگی۔

نوٹ:۔ قدوری کے عام نسخوں بلکہ مطبوعہ مقبایٰ میں اس جگہ عبارت غلط ہے۔ ان میں عبارت اس طرح ہے: "واذا استنوی ولد اب فی درجۃ الخ" صحیح عبارت یہی ہے جو نقل کی گئی جو بروایت قدوری مطبوعہ مہتبائی میں اسی طرح ہے ۱۲۔

عقد مذہب کے لئے لکھے جیسے مختصرات طحاوی و کتبی و قدوری۔ سراجیہ میں بکثرت روایات نادرہ بلکہ حسن اقوال مشائخ کے ذکر کا تذکرہ ہے لاجرم علامہ سید شریف نے نقل فرمایا کہ سراجیہ درحقیقت فوائد امام احمد علاء الملت والدین سمرقندی کی شرح ہے۔ "ان المصنف لما خرج من مروانۃ الی بخارا وحید فیہا الفرائض المنسوبۃ الی القاضی الامام علاء الدین السمرقندی فی وقتین فاستحسنہا واخذ فی تصنیف ہذا کتاب شرحا لہا تو نہ رہی مگر ایک ملحق اس میں بے شک یہ قول مصرح ہے حیث قال "یوجہون بقرب الدرۃ ثم بقوة القوابۃ ثم بکون الاصل وارثاً عند اتحاد الجہتہ" تو اسے مسئلہ متون سمجھ کر قول ثانی پر ترجیح دینی صحیح نہیں بلکہ اکثر متون قول ثانی پر ہی ہیں۔

سابعاً۔ شروح ہدایہ کا حال معلوم ہوا۔ اور شروح کنتز نے مسئلہ متن مقرر رکھا اور اس کا مفاد ظاہر ہوا ولہ الحمد۔

قول دوم کو مبسوط امام شمس اللہ سرخسی، فتاویٰ امام قمر تاشی و مجمع الفتاویٰ و فتاویٰ خلاصہ میں ظاہر المراد و تذہیب کہا۔ موارث الملتقط للامام نصر و تاجرانہ میں اسی پر مشی کی۔

منازل السراج میں ہے علیہ الفتویٰ، جامع المسفلات میں ہے ہوا صحیح، معراج الدرایۃ میں ہوا اولی بالافہ علامہ محقق خیر الدین ربلی نے اس پر فتویٰ دیا۔

اقول بلکہ مبسوط سرخسی جلد ثانی میں ہے:

"اجمعنا انہ لو کان احدہما ولد عصبۃ او صاحب فرض کان اولی من الآخر انتہی (ای یقدم علی من لیس بعصبۃ ولا صاحب فرض)

اور پھر مبسوط امام سرخسی اس کافی امام حاکم شہید کی شرح حامل المتن ہے جس میں انہوں نے

۱۔ مصنف جب فرغانہ سے ہمارا گئے وہاں دو ورق میں "فرائض" قاضی علاء الدین سمرقندی پائے مصنف نے انہیں پسند کی اور ان کی شرح کے طور پر سراجی کتب شروع کی رباب ذوی الارحام شریفیہ شرح سراجی مسئلہ مطبع یوسفی کفئہ ۱۹۔

تمام کتب ظاہر الروایت کو جمع فرمایا ہے۔ اس میں انہوں نے حرف ظاہر الروایت ہی نہ فرمایا بلکہ قول اول کے روایت نادرہ ہونے کی بھی تصریح فرمائی اسی طرح کلمۃ البحر للعلائم الطوری میں ہے منہدیہ میں اسے مقرر رکھا۔ مبسوط کی عبارت یہ ہے۔

”ان کان احدہما ولد لعصبة او ولد صاحب فرض فعند اتحاد الجہۃ یقدم ولد للعصبة وصاحب الفرض وعند اختلاف الجہۃ لایقع الترجیح بهذا بل تعتبر المساواة فی الاتصال بالمیت وبیانہ فیما اذا ترک ابنتہ عم لاب و ام ادلاب وابنتہ عمۃ فاما مال کلہ لابنتہ العم لاشہا ولد لعصبة ولو ترک ابنتہ عم وابنتہ خال او خالۃ فلا بنتہ العم الثلثان ولا بنتہ الخال او الخالۃ الثلث لان الجہۃ مختلفۃ ہہنا ولا یتوزج احدہما بکونہ ولد لعصبة وهذا فی روایۃ ابی عمران عن ابی یوسف فاما فی ظاہر الملذہب ولد للعصبة اولی سواراختلفت الجہۃ او اتحدت لان ولد للعصبة

۱۔ اگر دونوں میں سے ایک عصبہ یا صاحب فرض کی اولاد ہے تو اتحاد جہت کی صورت میں عصبہ اور صاحب فرض کی اولاد کو تقسیم حاصل ہوگی۔ اختلاف جہت کی صورت میں اس سے ترجیح نہیں ہوگی بلکہ میت سے تعلق میں مساوی ہوں گے مثلاً ایک شخص کے چچا یا علاق یا چچا باپ کے پدیری بھائی، کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی چھوڑ کر فوت ہوا تمام مال چچا کی بیٹی کو ملے گا کیونکہ وہ عصبہ کی بیٹی ہے اور اگر ایک چچا کی بیٹی اور ایک ماموں یا خالہ کی بیٹی چھوڑ گیا تو چچا کی بیٹی کو دو تہائی اور ماموں یا خالہ کی بیٹی کو ایک تہائی ملے گا کیونکہ یہاں جہت مختلف ہے۔ دونوں میں سے ایک کو ولد عصبہ ہونے کی وجہ سے ترجیح ہوگی۔ یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کی روایت ہے لیکن ظاہر مذہب میں ولد عصبہ اولیٰ ہے خواہ جہت مختلف ہو یا متحد کیونکہ ولد عصبہ کا میت کے وارث سے زیادہ قریبی تعلق ہے گویا میت سے اقرب ہے۔ سوال اس بنا پر چاہیے کہ پھوپھی خالہ کی نسبت تمام مال کی زیادہ قریبی وار ہو کیونکہ پھوپھی دادا ایسے عصبہ کی اولاد ہے جب تک کہ یہ عصبہ کی اولاد ہے نہ صاحب فرض کی کیونکہ وہ نانا کی اولاد ہے جو اب اس طرح نہیں کیونکہ خالہ نانی کی اولاد ہے اور وہ ذات فرض ہے اس اعتبار سے پھوپھی اور خالہ میں میت کے وارث سے متعلق ہونے میں مساوات پائی جائے گی مگر خالہ کا جس وارث کے ذریعے تعلق ہے وہ ماموں (نانی) ہے لہذا ماموں کے حصے کی مستحق ہوگی۔ اور پھوپھی کا تعلق اس وارث کے ذریعے ہے جو باپ (دادا) لہذا باپ کے حصے کی مستحق ہوگی۔ اسی لئے ان میں مال کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے (دو حصے پھوپھی کے لئے ایک حصہ خالہ کے لئے) ۱۲

اقرب اتصالا بوارث المیت فکانہ اقرب اتصالا بالمیت ۱۱

فان قیل فعلى هذا ینبغی ان العمة تكون احق بجمیع المال من الخالۃ لان العمة ولد للعصبة وهو اب الاب والخالۃ لیست ولد لعصبة ولا ولد صاحب فرض لاشہا ولد اب الام قلنا لا کذا لک فان الخالۃ ولد ام الام وہی صاحبة فرض فمن هذه الجہۃ یتحقق المساواة بینہما فی الاتصال بوارث المیت الا ان اتصال الخالۃ بوارث هو ام فتستحق فریضۃ الام واتصال العمة بوارث هو اب فتستحق نصیب الاب فلہذا کان المال بینہما اثلاثا۔

بعضیہ بھی مضمون تمام کلمہ بحر میں ہے اور منہدیہ میں لفظ اتصالا بالمیت تک۔ اس میں امام حلیل نے دلیل قول اول کے جواب کا بھی افادہ فرمایا۔

اقول۔ ولا یقدح مع تحقق المساواة ان العمة اذا كانت لاب وام كانت ولد الوارث

۱۔ یہاں تک عبارت قیادی عالمگیری جلد رابع صفحہ ۵۵ المعروف پر منہدیہ میں منقول ہے ۱۲ ۱۔ اول مساوات کے متعلق ہے یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کئی پھوپھی دو جہتوں سے وارث (دادا اور دادی) کی اولاد ہے یہ بات خالہ میں نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ صرف ایک وارث نانی کی اولاد ہے اس لئے کہ یہ قوت قرابت ہے جس کا اختلاف جہت کی صورت میں اعتبار نہیں ہوتا جبکہ تمام ارباب فرض نے تصریح کی میں نے مکمل بحر کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اقول یہ جواب اس وقت نہیں بن سکتا جب خالہ ماموں کے والد کی طرف سے بہن ہو کیونکہ وہ قطعاً وارث کی اولاد نہیں (لہذا پھوپھی کے مقابل یہ خالہ محروم ہونی چاہیے) سوال: یہ خالہ اس خالہ سے اقولی ہے جو ماموں کی ماں کی طرف سے بہن ہو چنانچہ اگر کوئی شخص ایسی دو خالیں چھوڑ کر فوت ہو جائے تو تمام مال پہلے کسے گا۔ اور دوسری محروم ہوگی پھوپھی دوسری خالہ کو محروم نہیں کر سکتی کیونکہ اس کے ساتھ ولد وارث ہونے میں شریک ہے۔ پھوپھی انصاف کو محروم نہیں کر سکتی تو ضروری ہے کہ اقویٰ پہلی خالہ کو بھی محروم نہ کرے۔ جو اب: پہلی خالہ کی قوت، قوت قرابت ہے کیونکہ باپ کے ذریعے سے منسوب ہونا ماموں کے توسط سے منسوب ہونے سے زیادہ قوی ہے لیکن اختلاف جہت کے وقت اس قوت کا اعتبار نہیں۔ لہذا پھوپھی کے ولد وارث ہونے والی قوت مصادر کے بغیر باقی رہے گی لہذا ہم اسے گا کہ پھوپھی خالہ کو محروم کر دے حالانکہ یہ قطعاً معلوم ہو کہ جہات مختلفہ میں ولادت وارث بھی متبر نہیں۔

میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بتا ہوں کہ فقہائے کرام کے نزدیک خالہ کو پھوپھی کی موجودگی میں اس لئے تہائی حصہ (باقی حاشیہ صفحہ ۲۷ کے نیچے)

من كلا الجهتين ويستنجيل هذا في الحالة لان هذا اقوة القرابة ولا نظر اليها عند اختلاف الحيز كما صرحوا به قاطبة نعم رأيتني كتبت على هامش تكملة البحر مانصه -

بقدر حاشية ۲۵

مطلب ہے کہ چھوٹی چچا کے اور خال کو ماں کے قائم مقام رکھا جاتا ہے۔ شمس الائمہ نے فرمایا۔ چھوٹی چچا اور خال ماں کے مرتبہ میں ہے اور اہل تنزیل نے کہا چچا بمنزلہ باپ کے اور خال بمنزلہ ماں کے ہے۔ یہ بھی کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اکثریت کے نزدیک اجتماع کے وقت چھوٹی چچا کے لئے دو تہائی اور خال کے لئے ایک تہائی اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ چھوٹی چچا کو باپ کی طرح قرار دیا جائے اس اعتبار سے کہ اس کی قرابت باپ سے ہے اور خال کو ماں کی طرح کہ اس کی قرابت ماں سے ہے۔ ہمارے علماء کے قول (کہ خال ماں کی طرح ہے) کی وجہ یہ ہے کہ قاعدے کی رو سے عورت کو جب کسی مرد کے قائم مقام کیا جائے تو اپنے ہم مرتبہ مرد کے قائم مقام ہوگی۔ چھوٹی چچا کا ہم مرتبہ مرد چچا وارث ہے لہذا اسے چچا کے قائم مقام کیا جائے گا اور خال کو اس کے ہم مرتبہ مرد ماموں کے قائم مقام کیا جائے گا چھوٹی چچا کے ساتھ وارث نہیں بن سکے گی اس ضرورت کے پیش نظر ہم نے اسے ماں کے قائم مقام کیا۔ لہذا اس طریقے سے چھوٹی چچا کو دو تہائی اور خال کو ایک تہائی مال ملے گا۔ جبکہ ماں اور چچا وارث ہوتے (منفرد) جب معاملہ اس طرح ہے تو چھوٹی چچا کو ولایت عصید کی وجہ سے ترجیح نہیں ہوگی کیونکہ اسے ولایت کی بجائے عصید کی جگہ قرار دیا گیا ہے۔ چھوٹی چچا کو محرم نہیں کر سکتے گی۔ کیونکہ خال کو ماں کی جگہ رکھا گیا ہے اور ماں چچا سے محرم نہیں ہوتی۔ ان حالات میں تمام برابر ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اقائد کی وجہ سے قریب چچا یا قوی سبب بھی محرم نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک شخص ایک لڑکی اور پندرہ بھتیجیاں چھوڑ گیا۔ نصف مال لڑکی کو (اور چھٹا حصہ پوتوں کو ملے گا تاکہ دو مثل پورے ہو جائیں۔ کیونکہ انیس لڑکی کے قائم مقام رکھا گیا ہے۔ لڑکی کے درجے سے دوری نہیں محرم نہیں کرے گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دو لڑکیاں ایک پوتی ایک پوتے کی لڑکی اور ایک پوتے کا لڑکا چھوڑ گیا۔ پوتی اور پوتے کی لڑکی کو مرد کے درجے میں رکھا جائے گا تاکہ اس کے ذریعے عصید بن جائیں۔ یہ وجہ ہے کہ خال کو ماں کی سوتیلی بہن باپ کی طرف سے، چھوٹی چچا کے ساتھ وارث بنتی ہے۔

ثُمَّ اقُولُ قائم مقام قرار دینا صرف ذوات تک محدود ہوگا۔ اولاد کا یہ حکم نہیں ہے چنانچہ خال کی اولاد ماں کی اولاد کی طرح نہیں ہوگی۔ دیکھئے خال کی اولاد میں مرد اور عورتیں برابر نہیں بلکہ مرد کو عورت کی نسبت دو گن حصہ ملے گا (جب کہ اولاد میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں) اس کی مثال ولایت عصید ہے کہ اولاد سے اولاد کی اولاد کی طرف منتقل نہ ہوگی جیسے کہ رد المحتار وغیرہ میں سکب الانہر وغیرہ سے ہے۔ بنا بریں چچا کی لڑکی کا لڑکا چھوٹی چچا، ماموں یا خال کے بیٹے کی بیٹی سے مقدم نہ ہوگا۔ ۱۲

اقول لا یمشی اذا كانت الحالة اخت الام لاب فانها لاحظ لها من ولدیة وارث اصلاً لا یقال انها اقوی من الحالة لام فاذا مات عن حالة لاب واخری لام احرزت الاولى جمیع المال ولاشی للآخری والحالة لام لا یجحبها العمة لاستوائها معها فی ولدیة الوارث فاذا لم تحجب الاضعفت وجب ان لا تحجب الاقوی لانی اقول انما قوتها قوت قرابتها فان الانتفاء بالاب اقوی من الانتفاء بالام وهذه قوت لانظر اليها عند اختلاف الجهة فتبقى ولدیة العمة للوارث قوتاً بلا معارض فیلزم ان تحجب الحالة لاب وهو باطل فعلم ان ولدیة الوارث ایضاً لا تلاحظ فی الجهات المختلفة

اقول وبالله التوفیق توریت الحالة مع العمة اثلاثاً عند الفقهاء رحمهم الله تعالى لاقامة العمة مقام العم والحالة مكان الام قال شمس الائمة اعلم بان العمة بمنزلة العم والحالة بمنزلة الام وقال اهل التنزیل العم بمنزلة الاب والحالة بمنزلة الام ووجه قولهم ان الصحابة رضی اللہ عنہم اجتمعوا على ان العمة الثلثین وللحالة الثلث اذا اجتمعتا ولا وجه لذلک الا بان یجحل العمة كالاب باعتبار ان قرابتها قرابة الاب والحالة كالام باعتبار ان قرابتها قرابة الام وجه قول علمائنا ان الاصل ان الاثنی متو اقیمت مقام ذکر فانها تقوم مقام ذکر فی درجتها۔ والذکر الذی فی درجتها هو العم وهو الوارث فتجعل العمة بمنزلة العم۔ والحالة لو اقیمت مقام ذکر فی درجتها وهو الحال لم ترت مع العمة فلهذه الصنوعة اقتضاها مقام الام فالعمة ترت الثلثین والحالة الثلث بهذا الطريق بمنزلة ما لو ترك أمًا وعماراً مختصراً فاذا كان الامر علی هذا سقط تقدم العمة لولدیة العصبية فانها قد اقیمت مقام العصبية فضلاً علی الولدیة ولم تحجب الحالة لاقامتھا مقام الام والام لا تحجب بالعم وفي

”فی ظاہر المذہب ولد العصبۃ اولیٰ سواء اختلفت الجهة او اتحدت
الی ان قال فان کان قوم من هؤلاء من قبل الام من بنات الاخوال او
الحالات وقوم من قبل لاب من بنات الاعام او العمات لام
بین الفریقین اثلاثا سواء کان من کل جانب ذو قرابتین او من احل الجانبین
ذو قرابۃ واحدة ثم ما اصاب کل فریق فیما بینہم بترحم جہت ذی القرابتین
علی ذی قرابۃ واحدة“

یہ نص صریح ہے ولہذا الحمد کہ اختلاف جہت کے وقت ولایت وارث سے ترجیح ہے اور
قوت قرابت سے نہیں تو اولاد مصنف راجع کا قانون صحیح و مقید ہے۔

یقتدیم الاقرب مطلقا ثم ان اختلف الحیز فولد الوارث وان اتفق فالاقوی
قرابۃ ثم ولد الوارث وبعد هذه الشرائط ان استحق الفریقان فلفریق الاب اللسان
ولفریق الام الثالث . والله تعالیٰ ورسولہ اعلم

محمد بن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عبد المذنب احمد رضا قادری عفی عنہ

لہ ظاہر مذہب میں لڑنے والے ہے خواہ جہت مختلف ہو یا متحد اگر مل کی جانب سے ایک جماعت ہو مثلاً ماموں
یا خالوں کی دو گان، اور ایک جماعت باپ کی طرف سے مثلاً پھر بھائیوں یا سوتیلے چچا باپ کے مادی بھائی کی دو گان تو
مال فریقین میں تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا ایک حصہ پہلے فریق کو اور دوسرے دوسرے فریق کو دیے جائیں گے خواہ ہر
جانب دو دو قرابتیں ہوں یا ایک جانب صرف ایک قرابت ہو۔ پھر ہر فریق کا حصہ ان میں تقسیم کیا جائے گا ذو قرابتین
کو ایک قرابت والے پر ترجیح ہوگی۔ ۱۲

۱۳ ملاحظہ ہو فتاویٰ مالکی جلد رابع ص ۵۸۲ بسوط جلد ۳۰ ص ۲۱

۱۴ اقرب بہر مال مقدم ہے پھر اگر جہت مختلف ہو تو ولد وارث کو اور اگر متحد ہو تو اقویٰ پھر ولد وارث کو ترجیح ہوگی
ان شرائط کے بعد اگر دونوں فریق مستحق ہوں تو باپ کے فریق کو دو تہائی اور مال کے فریق کو ایک تہائی ملے گا۔ ۱۵

حضرت سراج الفقہاء

مولانا سراج احمد صاحب

فرماتے ہیں کہ :

اس جواب کو دیکھنے کے بعد مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ کے متعلق میرا انداز فکر یکسر بدل گیا۔
اور ان کے متعلق ذہن میں جملے ہوئے تمام خیالات کے تار و پود یکجہر گئے۔ ان کے رسائل اور دیگر
تصانیف مثلاً کو پڑھے تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرے سامنے سے غلط عقائد و نظریات کے سارے
جبابات آہستہ آہستہ اٹھ رہے ہیں۔

اسی دوہیں احمد پور کے ایک مشہور فقیر مولوی نظام الدین سے میری گفتگو ہوئی۔ یہ
مولانا فقیر میں اپنے ہم عصر علماء سے ممتاز تھے اور کسی کو اپنا ہم عصر تصور نہیں کرتے تھے۔ عقیدہ کے
اعتبار سے غیر متعلق تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ کے اس فتوے پر گفتگو ہوئی کہ حدیث صحیح کے مقابل
قول فقہا پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت کے رسالہ ”الفضل السوہبی فی معنی اذ اصبح
الحديث فهو مذہبی“ کے ابتدائی اوراق منازل حدیث کے انہیں سنائے تو کہنے لگے ”یہ
سب منازل فہم حدیث مولانا کو حاصل تھے۔ افسوس کہ میں ان کے زمانہ میں یہ کہنے پر مجبور نہ ہوں تھا۔ پھر
پھر فقیر کے چند مسائل کے جوابات و رسائل رضویہ سے سنائے تو کہنے لگے ”علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ
مولانا کے شاگرد ہیں یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتا ہے“ حضرت سراج الفقہاء فرماتے
ہیں میں اس کے اس قول کی تصدیق کرتا ہوں کہ علامہ شامی کی بحث کو بیان فرما کر اپنی بحث
کا اظہار کر کے فرمایا کہ الحمد للہ میرا فہم مطابق ظاہر الروایہ آیا۔ بقولہ اس وقت میرے پاس
مبسوط نہ تھی۔ اب اس کے مطالعہ نے واضح کر دیا کہ صرف اطلاق خرخی نہیں بلکہ خاص نص صریح ہے
بحث علامہ شامی مصادم نص واقع ہوئی اور بحث فقیر محمد اللہ القدری نص کے موافق آئی۔ ولہذا الحمد

ناظرین اب حضرت سراج الفقہاء کے دو مکتوبات ملاحظہ فرمائیں جن سے ان کے خیالات کی واضح نشاندہی ہوتی ہے۔ یہ دونوں مکتوب کرمی جناب علیم محمد مدنی امرتسری کے نام ہیں

مکتوب

مکرم و محترم مولانا صاحب زید محمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ ملا شکریہ! اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی علیت و قیامت پر

محمد سے مضمون لکھوانا

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حبیب تک سارے علوم غفلیہ و لقلیہ میں با کمال نہ ہو فقہ میں ناقص ہے اور اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہر علم میں کمال تھا۔ مولوی نظام الدین فقید احمد پوری دہلوی جو فقہ میں اپنے ہم عصر علماء دیوبند و غیرہ سے اپنے آپ جیسا فائق کسی کو نہ جانتا تھا۔ فتاویٰ رشیدیہ کے اس فتویٰ پر کہ حدیث صحیح کے مقابل قول فقہاء پر عمل کرنا نہ چاہیے۔ میں نے رسالہ الفضل الموبہی فی معنی اذ اصح الحدیث نوٹ دیا ہے۔ مصنفہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے ابتدائی اوراق منازل حدیث کے سنائے تو کہا یہ سب منازل فہم حدیث مولانا کو حاصل تھے۔ افسوس میں ان کے زمانہ میں رہ کر بے خبر و بے فیض رہا۔ پھر حنیف مسائل فقہ کے جوابات رسائل رضویہ سے سنائے تو کہنے لگا کہ علامہ شامی درمختار فقہ القدیہ مولانا کے شاگرد ہیں۔ یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتا ہے۔

میں اس کے اس قول کی تصدیق کرتا ہوں کہ شامی وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔ میں نے جب رسالہ زبدہ سراجیہ فی علم المیراث والمیتات والوصیۃ تصنیف کیا تو صنف راجع ذوی الارحام میں رسائل میراث جو سراجی کے خوش چین ہیں سب نے لکھا کہ اختلاف جہت کے وقت قوت قرابت و ولایت صحبہ سے ترجیح نہیں ہے مگر شامی نے فتویٰ دیا کہ عمر کی جہت سے ولد العصبہ خال خال کی جہت سے ولد غیر عصبہ کے ولد کو محروم کرتا ہے۔ علامہ شامی نے العقود الدینیۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ

میں فرمایا جن کے نزدیک دو عصبہ کو ترجیح ہے انہیں قوت قرابت کو بھی ترجیح ماننا ٹیڑھا کیونکہ یہ زیادہ قوی ہے۔ اس کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں میں نے استفتاء بھیجا تو آپ نے فرمایا کہ تحقیق حادیہ پر میں نے اس کے برخلاف تحقیق لکھی مگر اس وقت مبسوط شرحی میرے پاس نہ تھی۔ الحمد للہ نص مزید ظاہر الروایہ میری تحقیق کے مطابق اسی میں آئی ہے یہ ہے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ۔ جس پر ہر محقق اندازہ لگا سکتا ہے کہ قیامت میں کتنے رفیع القدر تھے۔ کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ کی ظاہر الروایہ ان کی مؤید تھی۔

آپ نے جس فن میں قلم اٹھایا اس کے ائمہ کو مہیوت کر دیا۔ دیکھو رسالہ "حاجز البحرین" ردّ تہذیب حسین دہلوی امام اہل حدیث۔ رسالہ فوز مبین رد حرکت ذہین وغیرہ میں۔ فتویٰ میراث میں مجھے سائل فاضل ہدایہ اللہ تعالیٰ کا خطاب دے کر دعا کی جو میری ہدایت کا باعث بنی کہ وہایت جو وہابی استادوں کی شاگردی سے ملتی تھی ہی وقت سے جاتی رہی۔ الحمد للہ کل الحمد

سردہ سراج احمد کھن سیلوی

مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۶۹ء

مفتی سراج العلوم۔ خان پور

مکتوب

میں نے تصنیف رسالہ کے وقت صنف راجع ذوی الارحام کا مسئلہ جو معرکہ الاراء تھا ہر ادارہ دیوبند سہارن پور دہلی وغیرہ کی طرف ارسال کیا۔ کسی سے جواب مل نہ پایا۔ آخر سرکار اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا پتہ ان کے رسائل سے معلوم ہوا تو ان کی خدمت میں وہ مسئلہ پیش کیا۔ سبحان اللہ حضرت کی وسعت علم و فہم پر تہنیت جانیے کہ مسئلہ کا ایسا حل فرمایا کہ تمام اختلافات کتب اور شکوک و شبہات رفع ہو گئے اور دیگر فوائد علیہ کثیرہ پر مشتمل پایا جس سے علمائے متقدمین کی یاد تازہ ہوئی اور قلب کو سرد اور آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ وہ مسئلہ ذیل ہے۔

مسئلہ اولیٰ ترجیح ولد العصبۃ عند اختلاف الجہتہ میں دو قول بیان فرما کر قول اول عدم ترجیح کا

ظاہر اطلاق متون شروع ہوئے شامی نقل فرمایا کہ کنز کی عبارت والتزیج بقرب الدر جہتم کمون الاصل وارثا وعند اختلاف جہت القرابت فلقراۃ الاب صنف قرابتہ الام میں جملہ اخیر عام ہے کہ ولد عصب ہو یا نہ ہو عند اختلاف الجہت قرابت اب کو صنف قرابت ام ہے بقولہ وہو ظاہر اطلاق المتون والشروح حیث قالوا وعند اختلاف جہت القرابت فلقراۃ الاب صنف قرابتہ الام فلم یفرقوا بین ولد العصبہ وغیرہ یعنی تزیج ولدا العصبہ کو ہوگی۔ اسی طرح درجہ تزیج نے فرمایا لیکن اعلیٰ حضرت نے یوں بیان فرمایا۔ اقول یہ جملہ ان دو قاعدہ تزیج کے بعد مذکور ہے وہ قواعد عامہ تھے کہ جمیع اصناف واحوال کو شامل تھے تو یہ قطعاً ان سے مفید ہے ورنہ اختلاف جہت کے وقت قرب درجہ کو بھی تزیج نہ ہوا ورنہ بالاجماع باطل ہے۔ وعلی التزیج وہ دونوں قاعدہ بھی مطلق ہیں۔ وہاں بھی اختلاف اتحاد سے فرق نہ فرمایا تو یہ اطلاق اس اطلاق کے معارض ہے۔

مسئلہ ثانیہ میں علامہ شامی کی بحث کو بیان فرمایا کہ اپنی بحث کا اظہار کر کے فرمایا الحمد للہ میرا فہم مطابق ظاہر الروایت آیا۔ بقولہ اس وقت میرے پاس مسبوط نہ تھی۔ اب اس کے مطالعہ کے واضح کر دیا کہ صرف اطلاق سرخی نہیں بلکہ حاصض صریح ہے۔ بحث علامہ شامی مصادم نص واقع ہوئی اور بحث فقیر رحمہ اللہ القدر نص کے موافق آئی ولہ الحمد۔

نیز ذوی الارحام میں جب تخلص الطوائف مع تصحیح مشکل کام تھا۔ میں نے قاعدہ طائفہ بندی کو کے آسان کر دیا جہاں میر سید شریف شرح سراج میں صرف ایک لفظ کے اختلاف میں ایسی لغزش کھائی کہ عبارت شرح میں غلط تشریح کی۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا کمال فہم دیکھو کہ فتاویٰ رضویہ میں بطون کثیرہ کی مثال مع تخلص الطوائف تقسیم مع التصحیح کرتے ہوئے جواب نکالا۔ اس کو میں نے اپنے قاعدہ طائفہ بندی سے حل کیا جواب صحیح آیا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی مدعی اس مثال کو بغیر دیکھے میرے قاعدہ طائفہ بندی کے نہیں نکال سکتا۔

افسوس صدافسوس کہ مجھے اعلیٰ حضرت کے وصال سے دو سال پہلے ان کا پتہ معلوم ہوا۔ صرف ایک مسئلہ صنف راجع ذوی الارحام مذکور کو حل کرا سکا اور باقی صنف ثانی، ثالث

ذوی الارحام ان سے حل نہ کرا سکا۔ ان کے بعد صنف ثالث کا فتویٰ خود کی تصدیق و تردید کے لئے حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب اور مولانا امجد علی صاحب سے مراسلات کرتا رہا۔ اب تک کوئی جواب حل نہ آیا۔ لہذا اپنے رسالہ میراث میں انیا فتویٰ لکھ کر بطیجر کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین کی نعمت عظمیٰ سے نوازا تھا جس پر ان کا فتاویٰ رضویہ شاہد عدل اور برہان قوی ہے۔ آج ہمیں ایسا عالم دین نظر نہیں آتا جس سے ہم علمی الجھن دور کرائیں۔ اب ان کا فتاویٰ رضویہ ہے وہ بھی مکمل نہیں چھپا۔ صرف چار جلدیں چھپی ہیں اور باقی کے لئے آنکھیں ترس رہی ہیں۔

اگر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی علم حدیث میں وسعت علمی دیکھنی ہو تو رسالہ تقبیل الالبابین و حاجز البحرین اوقاف عن صحیح الصلوٰتین "نذیر حسین دہلوی امام اہل حدیث کے رد میں ملاحظہ کریں جس سے مولوی نذیر حسین طفیل مکتب نظر آتا ہے۔ اسی طرح وسعت علمی علوم معقولات فلسفہ ریاضی وغیرہ میں رسالہ "نور مبین" حرکت زمین کے رد میں دیکھو کہ نظام بطیموسی فیثا غوری کی ایسی تطبیق دی کہ نیوٹن جو فلسفہ حال کا امام مانا جاتا ہے شاگرد نظر آتا ہے۔

سراج احمد مفتی

مدرسہ دارالعلوم خانیپور

مورخہ ۸ مارچ ۱۹۶۹ء

حضرت سراج الفقہاء اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت سراج الفقہاء بریلی شریف گئے۔ محدث بریلی شریف ہیں۔ اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہ کے توسط سے حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد اجد علی صاحب قدس سرہ مصنف بہار شریعت سے ملے۔ ان حضرات نے جب آپ کا رسالہ مبارکہ "الذبدۃ المستراحۃ" دیکھا تو آپ کی علمیت و فضیلت سے بہت متاثر ہوئے اور نہایت عزت و تکریم سے پیش آئے۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ نے تقسیم ملک کے بعد پاکستان اگر خاص طور پر کوشش کی کہ آپ دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور شریف لاکھ مسند افتاب کو زینت بخشیں۔ لیکن حضرت سراج الفقہاء بوجہ تشریف نہ لے سکے۔

سراج الفقہاء غزالی زماں غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور نے متعدد دفعہ دوران تقریر فرمایا "سراج الفقہاء

عظیم نعمت الیہ ہیں" علامہ کاظمی صاحب کو جب کبھی خانپور جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو حضرت سراج الفقہاء کی ملاقات کے لئے ضرور تشریف لے جاتے ہیں "سراج الفقہاء" کا لقب حضرت علامہ کاظمی صاحب کا ہی عطا کیا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بستیوں کو تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حاشیہ صفحہ ۳۰

ملخص ذوری ہے کہ قوت قرابت سے بھی ترجیح دی جائے جب کہ وہ (ولد عصبہ ہونے سے) زیادہ قوی ہے (معتقد) اقول روایات ظاہرہ متفق ہیں کہ اختلاف جہت کے وقت قوت قرابت معتبر نہیں۔ لہذا کسی پھوپھی کو اس خالہ پر ترجیح نہ ہوگی جو ماں کی طرف سے بہن ہے۔ اسی طرح مکی خالہ کو اس پھوپھی پر ترجیح نہیں جو باپ کی ماں کی طرف سے بہن ہے۔ ایک جہت میں قوت قرابت کے ولدیت وارث سے زیادہ قوی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اختلاف جہت کے وقت بھی معتبر ہو کیونکہ قوت قرابت اس صورت میں ناقابل اعتبار ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ اضعف اگر مغل معتبر ہو تو ضروری نہیں کہ اقویٰ بے عمل بھی معتبر ہو۔

حق یہ ہے کہ ایک جہت میں قوت قرابت کا معنی یہ ہے کہ ایک قریب دو جہتیں رکھتا ہو (باپ کی طرف سے بھی متعلق ہو ماں کی طرف سے بھی) جیسے رگائے دار یا ایک قوی جہت رکھتا ہو جیسے باپ کی طرف کا رشتے دار ماں کی طرف کے رشتے دار سے قوی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک جانب دو جہتوں کا اجتماع دوسری جانب کو محروم نہیں کر سکتا۔ باپ جانب قوی ہونے کے باوجود دوسری جانب ماں کو محروم نہیں کرتا۔ اس کی جانب سے حاصل ہونے والی قوت دوسری جانب کو کیے محروم کر سکے گی۔ قوت قرابت ایک جانب میں معتبر ہے۔ اس کی وجہ سے ایک جانب کو دوسری جانب پر تقدیم حاصل نہ ہوگی ورنہ لازم آئے گا کہ باپ کی جانب کو ماں کی جانب پر مطلقاً تقدیم حاصل ہو (وہ باطل) نیز قوت قرابت کا اعتبار مقصود کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ کیونکہ اختلاف جہت کے وقت تمام روایات ظاہرہ کے مطابق اقویٰ معتبر نہیں تو آپ حضرات اضعف (ولد عصبہ) کا کیوں اعتبار کرتے ہیں۔ نتیجتاً دونوں ترجیحیں (قوت قرابت اور ولد عصبہ کے لحاظ سے) لغو ہو جائیں گی اور یہ بات خود تمہاری تقریر کے خلاف ہے کہ ولد عصبہ کو ترجیح ہے (کہ وہ صحیح اور مغنی ہو ہے۔ جواب دی ہے جو میں نے اس سے پہلے ذکر کیا کہ اقویٰ کا اس لئے اعتبار نہیں کہ اس کا عمل نہیں لہذا دوسری ترجیح بر عمل ہونے پر لغو ہوگی۔ یہ اس لئے کہ ولد عصبہ کو مصوبت سے حصہ ملتا ہے اور عصبہ کو غیر مطلقاً ترجیح ہوتی ہے مثلاً چچا (عصبہ ہے) ماموں (غیر عصبہ) کو محروم کر دے گا۔ اسی طرح ولد عصبہ اس تقریر سے دونوں نتیجے مندرجہ ہوجاتے ہیں۔ (۱) اقویٰ کا اعتبار ضروری ہے جیسے علامہ شامی نے کہا (۲) اقویٰ سا قاطع ہے تو اضعف کا سا قاطع ہونا ضروری ہے۔ جس طرح ہم نے الزام کی تقریریں بیان کیا۔ ۱۲

اعلیٰ حضرت

مرکزی مجلس رضالامور کے زیر اہتمام منعقدہ "یوم رضا" سنہ ۱۹۷۱ء میں پڑھی گئی

مشعل راہ شریعت ہیں امام احمد رضا پر تو نور نبوت ہیں امام احمد رضا
مخزن عرفان و حکمت ہیں امام احمد رضا ابروئے اہل سنت ہیں امام احمد رضا
گوہر درج بلاغت ہیں امام احمد رضا نبیر کبرج فصاحت ہیں امام احمد رضا
ایک دریائے فضائل ایک گنج معرفت ایک گنزار بصیرت ہیں امام احمد رضا
انکی ہر اک نعمت، دنیائے جذب و انجذاب بلبل باغ رسالت ہیں امام احمد رضا
سب علوم ظاہر باطن سے بہر مند ہیں ساقی بزم طریقت ہیں امام احمد رضا

اُن کے علم و فضل کے قائل مخالف بھی تھے

ہر نظر میں اعلیٰ حضرت ہیں امام احمد رضا

رَحِمَہُ اللہُ رَحْمَتًا وَّاسِعَةً

مطبوعات مرکزی مجلس رضا - لاہور

تجلی المشکوۃ

(۱) از اعلیٰ حضرت قدس سرہ (بلا قیمت تقسیم ہو کر ختم ہو گئی ہے)

فاضل بریلوی اور ترک موالات (طبع دوم)

از پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی (بلا قیمت)
بیس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام

از مولانا اختر شاہجہان پوری (بلا قیمت) بیس پیسے کے ٹکٹ
بھیج کر طلب کریں۔

سوانح سراج الفقہاء مع فتویٰ مبارکہ اعلیٰ حضرت

از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری (بلا قیمت) بیس پیسے کے ٹکٹ
بھیج کر طلب کریں۔

پیغامات یوم رضا (زیر طبع)

فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں (زیر طبع)

از پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی

نوٹ: ہر کتاب کے لئے مطلوبہ ٹکٹ بھیجنے ضروری ہیں۔ اور صرف
ایک ایک کتاب طلب کی جائے۔ زیادہ کی فرمائش کی تعمیل نہیں
کی جائے گی۔

مرکزی مجلس رضا

نوری مسجد بالمقابل ویلوے اسٹیشن - لاہور

طباعت سرورق: الجمیل پرنٹرز، ۲۱ - ویلوے روڈ - لاہور